آفۃ اللہ

فاتح قادیان

حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آفتہ اللہ... بجواب... آیت اللہ

مرزا قادیانی کی امت کے دو بڑے گروہ ہیں ایک قادیانی دوسرا لاہوری یا پیغامی مرزائی۔ آخری فیصلہ اثر ان دونوں پر پہنچتا ہے۔ اس لئے خدا کی حکمت نے تقاضا کیا کہ ان دونوں کو میدان میں لائے۔ مباحثہ لدھیانہ میں تو قادیانی گروہ نکلا۔ پیغامی گروہ میں یہ سکت تو نہ ہوئی کہ میدان مباحثہ میں آئے۔ اس نے حق الخدمت یوں ادا کیا کہ اس گروہ کے امیر مولوی محمد علی صاحب (ایم اے) نے اس مضمون پر ایک چھوٹا سا ٹریکٹ (رسالہ) لکھا۔ جس کا نام ہے آیت اللہ۔ مناسب ہے کہ اس رسالہ میں اس کا بھی مختصر سا جواب دیا جائے۔ تاکہ ساری بحث یکجا جمع ہو جائے۔

مولوی محمد علی صاحب کا رسالہ تو کئی صفحات پر ختم ہوتا ہے مگر اس کے حشو زوائد مضامین کو چھوڑ کر دیکھا جائے تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ دعا مرزا صاحب کی محض یکطرفہ دعا نہ تھی بلکہ دعا کرنے اور کرانے کے لئے دعوت اور بلاوا تھا۔ مگر چونکہ مولوی ثناء اللہ نے بالمقابل دعا کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا وہ دعا نہ رہی۔ اس دعوے کو ثابت کرنے کیلئے انہوں نے بہت پرانی تحریرات نقل کی ہیں جن میں مرزا صاحب اور میرے درمیان کبھی کبھی مباہلہ کا ذکر آجایا کرتا تھا۔ ان سب تحریرات کو اس اشتہار سے ملا کر اس مطلب پر پہنچے ہیں کہ یہ دعا بھی درحقیقت محض یک طرفہ دعا نہ تھی بلکہ بالمقابل دعا کیلئے دعوت تھی۔ چنانچہ مولوی محمد علی صاحب کے رسالے کی جان صرف یہ فقرہ ہے جو انہی کے الفاظ میں ہم نقل کرتے ہیں :

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے بالمقابل قسم کھانے سے انکار کیا اور یہاں تک لکھ دیا کہ میں تمہاری قسم کا اعتبار ہی نہیں کرتا تو پھر آپ نے اس اشتہار میں جس کا عنوان ہے مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کو بجائے قسم بالمقابل دعا کے ذریعے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا۔" (ص ۱۶ آیت اللہ)

اس ایجاد سے مولوی محمد علی صاحب کی غرض یہ ہے کہ ظاہر کریں کہ مرزا صاحب کے اشتہار میں یہ شرط تھی کہ میرے مقابلہ میں مولوی ثناء اللہ بھی دعا کرے۔ چونکہ اس نے دعا نہیں کی۔ لہذا اقرار داد نہ ہوئی۔ پس بات یونہی رہ گئی۔

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا اشتہار سامنے رکھ کر اس لفظ پر انگلی رکھ دو یا نشان لگا دو جس سے آپ کے دعویٰ کا ثبوت یا تائید ہو سکتی ہے۔ ورنہ یاد رکھو : "بے ثبوت دعویٰ کرنا کسی اہل عقل کا کام نہیں۔" (تقریر مرزا بر وحدۃ الوجود ص ۳۱)

ہاں ! آپ نے اس دعویٰ کا ثبوت جن لفظوں میں دیا ہے۔ وہ بھی ناظرین کی آگاہی کے لئے نقل کئے جاتے ہیں۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں :

"مرزا صاحب نے کہا میں نے دعا کے طور پر خدا سے فیصلہ چاہا ہے اب یہ ظاہر ہے کہ دعا سے جو فیصلہ خدا سے چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہی ہوتا ہے۔ یوں کسی

بزرگ یا ولی یا نبی کی بد دعا سے کسی مخالف کی ہلاکت ضروری ہو جانا یہ سنت اللہ میں داخل نہیں۔ جب تک کہ اس دعا میں مباہلہ کا رنگ پیدا نہ ہوا۔ چنانچہ فقرہ (۲) کے بعد فقرہ (۳) میں اپنی دعا کو درج کر کے فقرہ (۴) میں مولوی ثناء اللہ صاحب کو بدیں الفاظ مخاطب فرمایا ہے۔ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھدیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ یہ فقرہ صاف بتاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنی طرف سے جو کرنا تھا کر دیا۔ مگر فریق ثانی سے آپ کا یہ مطالبہ ہے کہ وہ بھی اس کے مقابل کچھ کرے۔ صرف اپنی دعا پر حصر نہیں کیا۔ اگر اپنی بد دعا پر حصر کر دیتے تو پھر کہا جا سکتا تھا کہ شاید آپ نے اس بد دعا کو یکطرفہ مباہلہ کا تصور کر لیا ہے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب سے یہ صریح مطالبہ کہ وہ بھی مقابلہ پر کچھ کرے۔ بتاتا ہے کہ آپ اس کی طرف سے ایسی ہی دعا کے منتظر ہیں۔ جیسا کہ: "ثم نبتھل" کا منشاء ہے۔" (ص۲۰،۱۹)

مولوی محمد علی صاحب نے اس بیان میں دو دعوے کئے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا سے جو فیصلہ چاہا جاتا ہے وہ صرف مباہلہ کے رنگ میں ہوتا ہے۔ (۲) دوم یہ کہ مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ بھی میرے مقابل دعا کریں۔ اللہ اکبر! یہ علم اور یہ تعصب! جناب سنئے!

حضرت نوح علیہ السلام نے خدا سے فیصلہ چاہا تو وہ صرف حضرت نوح کی اپنی ہی دعا تھی یا مخالفوں نے بھی مباہلہ کیا تھا؟۔

آنحضرت ﷺ کو جب کفار مکہ نے کعبہ شریف میں سخت تکلیف دی۔ تو آپؐ نے نہایت اشد کفار پر بد دعا کی تھی۔ خداوند ابو جہل کو پکڑ۔ خداوند افلاں کو پکڑ وغیرہ۔ چنانچہ اس دعا کے مطابق جنگ بدر میں وہ لوگ مارے گئے۔ کیا یہ دعا تھی یا مباہلہ ؟۔ اس قسم کے واقعات بے شمار ملتے ہیں جن میں حضرات انبیاء علیہ السلام نے مخالفوں پر بد دعائیں کیں اور خدا نے قبول کر کے فیصلہ فرمایا۔

آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ آپ کا یہ دعویٰ نہ صرف قرآن وحدیث کے بر خلاف ہے۔بلکہ خود مرزا صاحب کے طریق عمل کے بھی مخالف۔ مرزا صاحب ہمیشہ دعاؤں سے فیصلہ چاہا کرتے تھے۔ میں یہاں ان کی ایک دعا نقل کرتا ہوں۔ مگر میں اس کا ذمہ دار نہ ہوں گا کہ اس دعا کی قبولیت بھی بتاؤں یہ کام آپ کا ہے میرا کام صرف یہ ہے کہ میں یہ بتاؤں کہ مرزا صاحب کا طریق عمل بھی آپ کے دعویٰ کے خلاف تھا۔سنئے!صاحب کہتے ہیں۔

"اس عاجز مرزا غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کیلئے ایک دعا کا حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلے کی درخواست..................۔"

یہ اس اشتہار کی سرخی (عنوان) ہے جس سے میں کچھ نقل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ عنوان ہی مولوی محمد علی کی تکذیب کافی کرتا ہے۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ یہ فیصلہ کی درخواست ہے۔ تاہم اصل الفاظ بھی سنائے دیتے ہیں۔ مرزا صاحب دعا کرتے ہیں :

اے میرے مولا! قادر خدا!!اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ میں تیرا مقبول ہوں.....اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جاویں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلائے اور اپنے اس بندے کو ان لوگوں کی طرف رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن ومفسد ہیں۔ تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۵،۱۷۷)

کیا یہ فیصلہ طلبی بذریعہ دعا ہے یا خدا سے بھی مباہلہ ہے ؟۔(ہاں میں اس سوال کا جواب نہیں دے سکتا کہ ان تین سالوں میں کون سا ایسا نشان ظاہر ہوا جس سے مرزا صاحب کے دعویٰ کا اثبات ہوتا یا قوت پہنچی ہو) میری غرض صرف یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ قرآن وحدیث کے مخالفت کے علاوہ خود مرزا صاحب کے بھی مخالف ہے۔انبیاء علیہم السلام بذریعہ دعا فیصلہ چاہتے رہے اور ہوتا رہا۔ ہمارے پنجابی نبی تو ہمیشہ دعا ہی کے ذریعے سے اپنی مشین

چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی مشین کے ایک ڈرائیور نے لکھا تھا۔ جو آپ کے ملاحظہ کیلئے نقل ہے:

"حضرت مسیح موعود مرزا صاحب دعا کی قبولیت کا ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کر سکتا۔ وہ مدت سے اس بات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔" (ریویو ۱۹۰۷ء ج ۶ ش ۵ زیر ایڈیٹری محمد علی)۔

پس جب ان کا بڑا ثبوت دعا ہے تو پھر دعا فیصلہ کن نہ ہوئی۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اپنی دعا کے ساتھ میری آمین کا بھی انتظار نہیں کیا جو بہت معقول ہے۔

دوسری بات کہ مولوی ثناء اللہ سے بھی دعا کا مطالبہ تھا۔ افسوس ہے کہ اس کے لئے اشتہار میں کوئی لفظ نہیں ملتا۔ مرزا صاحب تو کہتے ہیں کہ اس کے نیچے جو چاہو لکھو۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔" جس کے صاف معنے یہ ہیں کہ میرے اقرار یا انکار دعا یا عدم دعا پر کچھ موقوف ہیں۔

طرفہ پر طرہ: غرض ماموریں الٰہی کسی دوسرے کے لئے بددعا نہیں کرتے۔ سوائے اس خاص حال کے جو مباہلہ کے نام سے موسوم ہے۔ یعنی دوسرے طریق کے بالمقابل جو عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہو۔ ہاں ایسے ہی ان کے مخالف جو جھوٹے کی موت مانگتے ہیں۔ ان کے سامنے بطور نشان کے ہلاک کر دیئے جاتے ہیں اور یہی دو طریق فیصلے کے حضرت مسیح موعود (مرزا) نے پیش کئے ہیں۔ باقی رہی بددعا سو اللہ تعالیٰ اپنے ماموروں کے لئے یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ دوسروں کیلئے ہلاک مانگا کریں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ تو منافقوں جیسے خطرناک دشمنان اسلام کیلئے بھی استغفار ہی کیا کرتے تھے۔ ہاں ایک موقعہ پر جب آپ کو سخت دکھ پہنچایا گیا اور آپ کے ستر نہایت عزیز قاری بے رحمی سے اور دھوکہ دے کر کہ ہم مسلمان ہونا چاہتے ہیں قتل کر دیئے گئے۔ تو آپ نے ایک قوم پر کچھ دن بتقضائے

بشریت بدعا کی۔ مگر اس رحمتہ اللعالمین کو یہی حکم ہوا: "لیس لك من الا مرشئی او یتوب علیهم اویعذ بهم فانهم ظالمون ۰ آیة الله ص٤٥، ٤٦)" ہم حیران ہیں کہ اس انکار کو نقصان علم کہیں یا کتمان حق نام رکھیں۔ خیر کچھ بھی ہو حضرت نوح اور خود سید الانبیاء علیہم السلام کا واقعہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا خود قرآن مجید میں یوں مذکور ہے: " ربنا اطمس علی اموالهم واشدد علی قلوبهم ۱۰۔ یونس۸۸ "کیسی صاف دعا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب پر مرزا صاحب کی محبت بہت غالب ہے کہ ان کے دعویٰ کے خلاف معمولی معلومات بھی آپ کو ذہول یا بھول جاتے ہیں۔

مزید افسوس: اس مضمون پر لدھیانہ کے مباحثہ میں کافی بحث ہو چکی تھی۔ فریقین اپنے اپنے دلائل پیش کر چکے تھے جو مولوی محمد علی صاحب نے بھی یقیناً دیکھے ہوں گے۔ اس لئے آپ کا فرض ہونا چاہئے تھا کہ آپ ان سب کے علاوہ کوئی بات کہتے یا ان میں کوئی معقول جدت پیدا کرتے۔ لیکن ہمیں افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اپنا منہ تاکنے والوں کو دھوکہ میں رکھا۔ یا خود دھوکہ کھایا اور ان دلائل کا جواب نہ دیا۔

ہماری طرف سے دو دلیلیں فیصلہ کن پیش ہوئی تھیں۔ ایک اخبار بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء سے جو اشتہار مذکور سے دس روز بعد ہے۔ اس میں مرزا صاحب کا قول ہے کہ میں نے جو ثناء اللہ کے حق میں دعا کی تو الہام ہوا: " اجیب دعوة الداع ۰ "یعنی یہ دعا قبول ہے۔ (ملفوظات ج۹ ص ۲۶۸) الہام صاف فیصلہ کن ہے کہ دعا مذکور قبول ہوئی۔ مولوی محمد علی صاحب نے اس کا جواب نہیں دیا۔

دوئم اخبار بدر ۱۳ جون ۱۹۰۷ء یعنی میرے انکار مندرجہ اہل حدیث ۲۶ اپریل

ا؎ ترجمہ: اے خدا فرعونیوں کے مالوں کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تیرا عذاب دیکھے بغیر ایمان نہ لائیں۔

۱۹۰۷ء سے ڈیڑھ مہینہ بعد مرزا صاحب کا ایک خط میرے نام چھپا۔ جس میں اس فیصلہ کا خدا کے ہاتھ میں ہونا دوبارہ اظہار کیا۔ مولوی محمد علی نے بھی اس کا جواب بھی نہیں دیا۔ افسوس! مختصر یہ ہے کہ مرزا صاحب کی مذکورہ دعا خدا کی تحریک سے تھی اس کے قبول ہونیکا انکو الہام ہو چکا تھا۔ اسلئے مرزا صاحب کی یہ دعا ضرور بالضرور قبول ہوئی۔ کیوں نہ ہوتی الہام مذکورہ کے علاوہ قرآن کریم بھی اس دعا کا مؤید ہے۔ غور سے سنئے: ” ولا یحیق المکراسیی الاباھله ۔ فاطر ٤٣“

مرزائیو! دیکھو ہماری دریا دلی کہ ہم اپنے بر خلاف خود تم کو عذر بتاتے ہیں۔ سنو استاد مومن خان کا شعر ورد زبان کر لو جہاں کسی نے اس دعا کی بابت ذکر کیا جھٹ سے یہ شعر پڑھ دیا کرو:

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ